بسم اللہ الرحمن الرحیم

زبان اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے۔اس کے ذریعے انسان چاہے تو اپنی آخرت کیلئے نیکیوں کے خزانے جمع کرسکتا اور چاہے تو اپنی آخرت برباد کرسکتا ہے۔
نبی ﷺ نے حضرت معاذؓ کو نصیحت کرتے ہوئے اپنی زبانِ مبارک کو پکڑا اور فرمایا: ''اسے قابو میں رکھو'' انہوں نے عرض کیا''یارسول اللہ ﷺ! جس کے ذریعے ہم کلام کرتے ہیں۔اسکے متعلق بھی کیا پوچھ ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا''لوگ جو دوزخ میں اوندھے منہ گرائے جائیں گے وہ اس زبان کی کاٹی ہوئی کھیتی ہی تو ہے!''۔(ترمذی)
اور بعض دیگر مواقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:
''مسلمانوں میں بہترین وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''۔(متفق علیہ)
''جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دے میں اس کیلئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں''۔(متفق علیہ)
''بندہ بلاسوچے سمجھے بعض اوقات ایسی بات منہ سے نکال بیٹھتا ہے کہ وہ بات اسے مشرق ومغرب کے فاصلہ سے زیادہ دوزخ کی گہرائی میں پہنچا دیتی ہے''۔(متفق علیہ)
''آدمی جب صبح سو کر اٹھتا ہے تو اسکے سارے اعضاء زبان سے ہاتھ جوڑ کر کہتے ہیں کہ ہمارے معاملے میں اللہ سے ڈرتی رہنا کہ ہمارا مدار ہی تجھ پر ہے۔تو سیدھی رہی تو ہم بھی سکون سے رہیں گے۔اگر تو ہی لڑکھڑا گئی تو ہماری بھی کم بختی ہے''۔(ترمذی)
''شب معراج میں میرا گزر ایک ایسے گروہ پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے چہرے اور سینہ نوچ رہے تھے۔میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ تو جبرائیلؑ نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (غیبت کرتے) اور انکی عزتوں سے کھیلتے (بہتان لگاتے) تھے''۔(ابوداؤد)

زبان کے چند گناہ درج ذیل ہیں:

جھوٹ بولنا: نبی ﷺ نے فرمایا:
''سچ یقیناً بھلائی کا راستہ دکھاتا ہے اور بھلائی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور جو شخص ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا نام صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ یقیناً گناہ کے راستہ پر لگا دیتا ہے اور گناہ دوزخ میں پہنچا دیتا ہے اور جب آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ جھوٹا شمار کردیا جاتا ہے''۔(بخاری)
اور ''جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کی بدبو کے باعث اس شخص سے ایک میل دور ہوجاتا ہے''۔(ترمذی)
نبی ﷺ کو عالم برزخ خواب میں دکھایا گیا،فرمایا:
''مجھے ایک گدی کے بل لیٹا ہوا شخص ملا اسکے پاس ایک دوسرا شخص لوہے کا آنکڑہ لئے کھڑا تھا۔جو ایک سمت آکر آنکڑا اس کے ایک کلے میں پھنساتا اور گدی تک اسے چیر دیتا،نتھنے میں پھنساتا اور گدی تک اسے بھی چیر دیتا اسی طرح آنکھ کے ڈھیلے میں اسے پھنساتا اور گدی تک چیر کر رکھ دیتا پھر دوسری طرف آکر وہی عمل دہراتا اور اس سے فارغ نہ

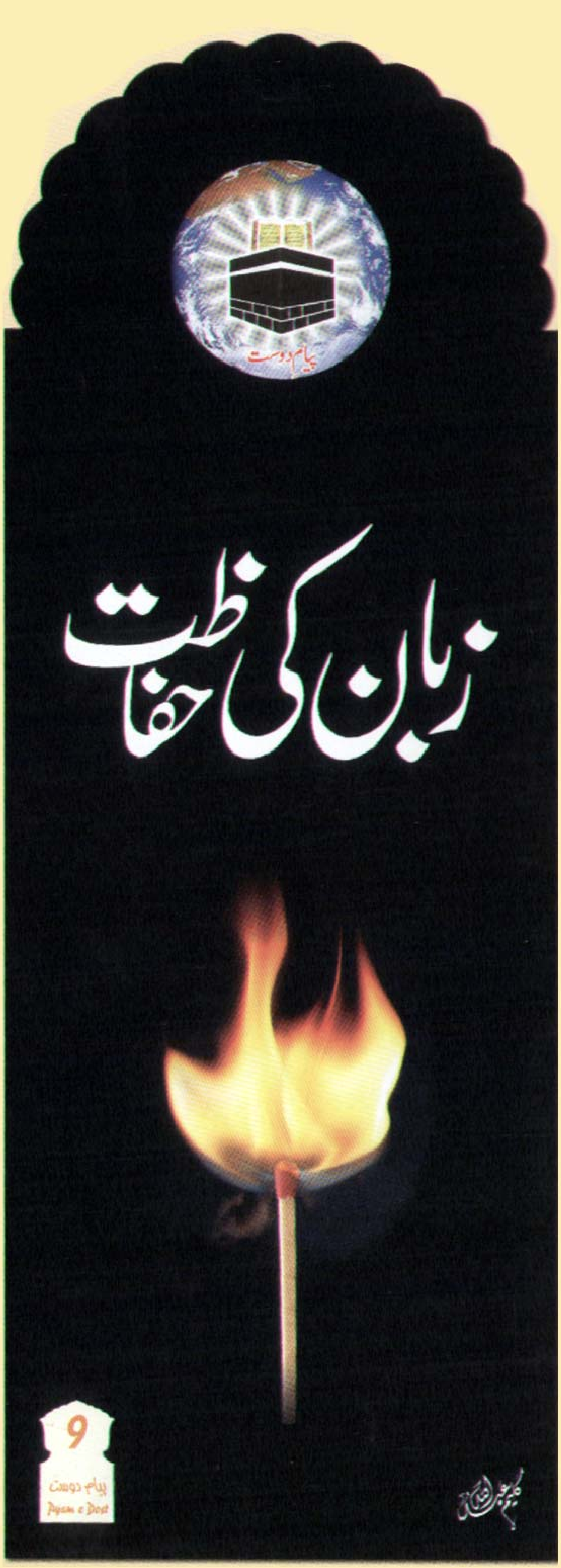

ہوتا کہ پہلی جانب کے اعضاء درست حالت میں آ جاتے اور وہ پھر ایسا ہی کرتا جیسے پہلی مرتبہ کیا تھا۔ بتایا گیا کہ یہ شخص جھوٹ بولتا تھا اور لوگ (اسے معتبر سمجھ کر) اسکی جھوٹی باتیں نقل کرتے تھے اور یوں وہ جھوٹ عام لوگوں میں پھیل جاتا تھا۔ اس شخص کے ساتھ یہ عمل قیامت تک جاری رہے گا‘‘۔ (بخاری)

نبی ﷺ نے ’’منافق کی چار نشانیوں میں سے ایک جھوٹ بولنا بیان فرمائی‘‘۔ (بخاری)

نیز فرمایا:

’’ہلاکت ہے اس کیلئے جو لوگوں کو ہنسانے کیلئے کوئی بات کرتا ہے اور اس میں جھوٹ بولتا ہے اس کیلئے ہلاکت ہے ! اس کے لئے ہلاکت ہے!!‘‘۔ (ترمذی)

بسا اوقات بچے کو بہلانے کی خاطر یا اسے کسی شرارت سے روکنے کے لئے مائیں بے تکلف بچوں سے جھوٹ بول دیتی ہیں اور اسے شمار بھی نہیں کرتیں۔ جبکہ نبی ﷺ کی ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ماں بچے کو کچھ دینے کا وعدہ کر کے پھر اسے کچھ نہ دے تو اس کے خلاف ایک جھوٹ لکھ لیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد)

نیز جھوٹی گواہی کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

’’جھوٹی گواہی دینا اور شرک کرنا دونوں برابر کے گناہ ہیں‘‘۔ (ابوداؤد)

جھوٹ بنیادی طور پر حرام ہے مگر بعض حالات میں جائز بھی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

’’وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں میں صلح و ملاپ کی خاطر اپنی طرف سے کوئی اچھی بات گھڑ کر کہہ دے‘‘۔ (بخاری)

اُم کلثومؓ فرماتی ہیں کہ:

’’میں نے آپ ﷺ کو تین موقعوں کے سوا لوگوں کو اپنی بول چال میں کسی اور بات پر چھوٹ دیتے نہیں سنا۔ لڑائی کے موقع پر، لوگوں کے درمیان صلح و صفائی کے لئے یا میاں بیوی کی باہم دِلجوئی کی باتوں میں‘‘۔

مثلاً اگر کوئی کسی ظالم سے ڈر کر جو اس کی جان یا مال کا دشمن ہو کسی کے پاس چھپ جائے یا اپنا مال چھپا دے اور کسی سے اس کے متعلق پوچھا جائے تو اس کے لئے واجب ہے کہ جھوٹ بول کر اسے بچائے اور احتیاط اس میں ہے کہ ان تمام صورتوں میں ایسی گول مول بات کہے کہ مقصد کے لحاظ سے تو وہ الفاظ صحیح ہوں لیکن مخاطب اپنی سمجھ کی وجہ سے غلط مطلب نکال لے اور اگر مجبوراً صاف لفظوں میں جھوٹ بول دے تو ایسی صورت میں حرام پھر بھی نہیں۔ یہ بات واضح رہے کہ اس طرح کرنے سے جھوٹ سچ نہیں بن جاتا تاہم اللہ تعالیٰ سے توقع کی جاتی ہے کہ حالات کی رعایت سے درگذر فرمائیں گے۔ مثلاً انگریز ایک عالم کو گرفتار کرنے آئے، سپاہی انہیں پہچانتے نہیں تھے۔ انہوں نے انہی سے پوچھا کہ فلاں عالم کہاں ہیں؟ انہوں نے اپنی جگہ سے تھوڑی دور کھڑے ہو کر کہا ابھی تو یہیں تھے۔ اور یوں سپاہی مایوس ہو کر چلے گئے۔

غیبت: اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے۔ بھلا تم میں سے کوئی (اس بات کو) گوارا کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ یہ تو

(یقیناً) تم کو گوارا نہیں (تو غیبت کیوں گوارا ہو؟) اور اللہ (کے غضب) سے ڈرتے رہو، بے شک وہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا، رحیم ہے‘‘۔ (الحجرات ۴۹:۱۲)

نبی ﷺ نے فرمایا:

’’غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا ذکر (پیٹھ پیچھے) ایسے کرے کہ جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔ اگر وہ بات اس کے اندر موجود ہو تو یہ غیبت ہوئی اور اگر اس کے متعلق وہ بات کہی جو اس کے اندر نہیں ہے تو تو نے اس پر بہتان لگایا‘‘۔ (مشکوٰۃ)

مومن بھائی کی خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ اس کی کسی خامی کا دوسروں سے ذکر نہ کیا جائے بلکہ علیحدگی میں اِخلاص کے ساتھ اسے نصیحت کی جائے۔ کیونکہ نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق:

’’غیبت اس وقت تک اللہ معاف نہیں کرے گا جب تک وہ شخص اس کو معافی نہ دے دے، جس کی اس نے غیبت کی ہے۔‘‘ (مشکوٰۃ)

غیبت کا ایک کفارہ یہ ہے کہ آپ اس شخص کیلئے جس کی آپ نے غیبت کی ہے، مغفرت کی یہ دعا کریں:

(اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ) ’’اے اللہ تو میری اور اس کی مغفرت فرما‘‘۔ (مشکوٰۃ)

کسی مجلس میں غیبت سنیں تو غیبت کرنے والے کو منع کریں، نہ مانے تو چاہیے کہ اس مجلس سے اُٹھ جائیں اس لئے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

’’جو اپنے بھائی کی عزت و آبرو کی حمایت کر کے اس کی غیبت کو رَد کرے گا اللہ تعالیٰ اُسکو قیامت کے دن جہنم سے دُور رکھیں گے‘‘۔ (ترمذی)

نیز ’’مُردوں کو برا بھلا نہ کہو، اسلئے کہ وہ اَپنے اَعمال تک پہنچ چکے ہیں۔‘‘ (بخاری)

بعض حالات میں غیبت جائز ہے۔ مثلاً کسی نے کسی کے ساتھ نکاح، کاروبار یا کوئی معاملہ کرنے کے سلسلہ میں مشورہ طلب کیا تو جس سے اِن معاملات میں مشورہ لیا جا رہا ہو، اُس پر لازم ہے کہ وہ کوئی بات نہ چھپائے۔ مظلوم ظالم کی شکایت کرنے کیلئے، اسی طرح بیٹے کی غلط رَوی کی خبر باپ کو دینا لیکن اس میں مقصودِ حقیقی اِصلاح ہو۔

طعنہ زنی: طَعْنٌ عربی کا لفظ ہے اور اس کا مطلب ’نیزہ مارنا‘ ہے۔ چونکہ طعنہ سن کر دِل کو شدید تکلیف ہوتی ہے، گویا کسی نے دِل پر نیزہ مار دیا ہو۔ اسی لئے اس عملِ بد کو ’طعنہ‘ کہا جاتا ہے۔ طعنہ اور غیبت میں فرق صرف یہ ہے کہ غیبت پس پشت کی جاتی ہے اور طعنہ سامنے دیا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، نہ مرد (دوسرے) مردوں کا مذاق اُڑائیں، ممکن ہے کہ وہ (خدا کے نزدیک) اُن سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں (دوسری) عورتوں کا (مذاق اُڑائیں) ہو سکتا ہے کہ وہ اُن سے بہتر ہوں۔ اور نہ ایک دوسرے کو طعنے دو اور نہ ایک دوسرے پر بُرے القاب چسپاں کرو۔ بہت ہی بُرا ہے ایمان (لانے) کے بعد فسق میں نام (پیدا کرنا) اور جو لوگ (اِن باتوں سے) توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں‘‘۔ (الحجرات ۴۹:۱۱)

کسی کے شکل ونسب، غربت پر طعن کرنا ایک انتہائی جاہلانہ حرکت ہے کیونکہ اِنہیں اِنسان نے خود نہیں چنا ہوتا۔ حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے غلام کواس کی ماں سے عار دلائی تو رسول خدا ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

''بے شک تم ایک ایسے آدمی ہو کہ تم میں ابھی جاہلیت کا اثر باقی ہے''۔ (بخاری)

نوحہ کرنا: زبان کا ایک بڑا ناپسندیدہ استعمال میت پر نوحہ کرنا ہے۔ کسی عزیز کا دُنیا سے رخصت ہو جانا بلاشبہ سخت غم کا باعث بنتا ہے۔ اِس لئے دل کا غمگین ہونا اور آنسو بہانا ایک قدرتی اَمر ہے اور اِس پر کوئی پابندی بھی نہیں لگائی گئی۔ خود حضور ﷺ نے بھی اَپنی عزیز ہستیوں کی وفات پر آنسو بہائے مگر زبان کے معاملے میں یہی حکم ہے کہ اس سے کوئی ایسی بات نہ نکالی جائے جو اللہ کے ہاں ناپسندیدہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''نوحہ کرنے والی عورت اگر موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اُس کے بدن پر تارکول کا کُرتہ اور خارش کی دَرع پہنائی جائے گی۔'' (مسلم)

کسی کے فوت ہونے پر بَین کرنا صبر کے سراسر خلاف ہے۔ اسی لئے فرمایا:

'' اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسو بہانے اور دل کے غمزدہ ہونے کے باعث عذاب نہیں دیتا بلکہ اس کے باعث عذاب دیتا ہے یا رحم فرماتا ہے اور آپ ﷺ نے اَپنی زبان کی طرف اِشارہ فرمایا''۔ (بخاری)

نیز ''وہ ہم میں سے نہیں جو رُخسار پیٹے اور گریبان چاک کرے اور جاہلیت کو پکارے''۔ (بخاری)

بد زبانی: بعض لوگ جب کسی ناپسندیدہ صورتحال میں گھر جاتے ہیں تو وہ اپنے غم وغصہ کا اظہار کرنے کے لئے سبھی لوگوں پر پل پڑتے ہیں۔ حضور ﷺ نے اِسے سخت ناپسند کیا اور فرمایا:

''قیامت کے دن اللہ کے نزدیک مرتبے میں سب سے بُرا آدمی وہ ہوگا جس کی بدزبانی سے بچنے کے لئے لوگ اِسے چھوڑ دیں'' (مسلم)

افواہیں پھیلانا: آپ ﷺ نے فرمایا:

''آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے اُسکے صحیح یا غلط ہونے کی تحقیق کئے بغیر آگے نقل کردے''۔ (مسلم)

گالی دینا: آپ ﷺ نے فرمایا:

''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس کو قتل کرنا کفر ہے''۔ (متفق علیہ)

نیز ''کوئی شخص دوسرے شخص کو فاسق وکافر نہ کہے کیونکہ وہ اگر فاسق وکافر نہیں ہے تو وہ فسق وکفر کہنے والے پر لوٹ آتا ہے''۔ (بخاری)

اور ''آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دینے والوں میں اِبتداء کرنے والا قصور وار ہے۔ بشرطیکہ مظلوم جواب میں حد سے نہ بڑھ جائے''۔ (مسلم)

تہمت لگانا: اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو بغیر اس کے کہ انہوں نے کچھ (قصور) کیا ہو (ناحق کی تہمت لگا کر) اَذیت دیتے ہیں تو وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ (اپنی گردن پر) لیتے ہیں''۔ (الاحزاب ۳۳:۵۸)

زباں کی حفاظت

آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے اپنے باندی یا غلام پر زناء کی تہمت لگائی تو قیامت کے دِن اُس پر حد لگائی جائے گی اِلاَّ یہ کہ اُس نے جو کہا واقعتاً ایسا ہی ہوا ہو''۔ (متفق علیہ)

فحش گوئی: اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

''جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں فحش پھیلے اُن کے لئے دُنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے''۔ (النور ۲۴:۱۹)

آپ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے دِن اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ بُرا شخص وہ ہوگا جو اَپنی بیوی کے پاس جائے اور بیوی اس کے پاس آئے اور پھر وہ اپنی بیوی کی راز کی باتیں لوگوں کو بتائے''۔ (مسلم)

نیز ''مومن نہ تو طعنہ دینے والا ہوتا ہے اور نہ لعنت کرنے والا، نہ فحش بکنے والا اور زبان دراز ہوتا ہے''۔ (ترمذی)

چغل خوری: آپ ﷺ نے فرمایا:

''چغلی وہ ہے جو لوگوں میں فساد ڈالے''۔ (مسلم)

نیز ''چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا''۔ (متفق علیہ)

دوغلا پن: آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم قیامت کے دِن بدترین آدمی اُس شخص کو پاؤ گے جو دُنیا میں دو چہرے رکھتا تھا۔ کچھ لوگوں سے ایک چہرے کے ساتھ ملتا تھا اور دوسرے لوگوں سے دوسرے چہرے کے ساتھ (یعنی سامنے کچھ اور پیٹھ پیچھے کچھ)''۔ (متفق علیہ)

اور ''جو شخص دنیا میں دوغلاپن اختیار کرے تو قیامت کے دن اُسکے منہ میں آگ کی دو زبانیں ہوں گی''۔ (ابوداؤد)

کیونکہ دنیا میں اُسکے منہ کی آگ دو آدمیوں کے تعلقات کو جلاتی تھی۔

جھوٹی تعریف: آپ ﷺ نے سنا کہ کوئی شخص کسی کی تعریف میں مبالغہ کررہا ہے تو فرمایا:

''تیری بربادی ہو تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ ڈالی۔ (مراد یہ کہ مبالغہ آمیز تعریف اُسے غرور کا شکار بنا کر تباہ کردے گی) آپ ﷺ نے ان کلمات کو تین دفعہ فرمایا (پھر فرمایا کہ) اگر تم میں سے کسی نے (کسی کی) ضرور ہی تعریف کرنی ہو تو اگر وہ اُسے جانتا ہے تو یوں کہے کہ میں (اسے) ایسا اور ایسا گمان کرتا ہوں اور اللہ اس کا نگران ہے اور میں اللہ کے سامنے کسی کو پاک نہیں ٹھہراتا''۔ (بخاری)

خوشامدانہ تعریف جو سننے والے کو مغرور بنا کر اُسے تباہی کی طرف لے جائے، کی ممانعت ہے۔ رہا کسی کا دل بڑھانے کی خاطر اسے شاباش دینا یا اعتدال کے ساتھ صحیح تعریف کردینے میں حرج نہیں اور حضور ﷺ نے خود بھی قابل تعریف لوگوں کی تعریف فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ غصہ ہوتا ہے اور اِسکی وجہ سے عرش ہلنے لگتا ہے'' (مشکوٰۃ)

جو شخص خدا کے احکامات کو کھلے عام توڑتا ہے وہ عزت واحترام کے لائق نہیں رہا۔ اِسکے باوجود اُسکی عزت اِس بات کا ثبوت ہے کہ لوگوں میں اپنے دین اور خدا

اور رسول ﷺ سے محبت باقی نہیں یا نہایت کمزور ہے۔

لعنت کرنا: آپ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم کسی شخص کو یہ کہتے سنو کہ لوگ تباہ ہوں تو وہ خود سب سے زیادہ تباہ ہونے والا ہوگا"۔ (موطا)

نیز "مت پھٹکارو کسی کو اللہ کی لعنت سے اور نہ اللہ کے غضب سے اور نہ جہنم کی آگ سے"۔ (ابوداؤد)

"بندہ جب کسی چیز پر لعنت بھیجتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف جاتی ہے مگر وہاں اس پر آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں تو وہ زمین پر اترتی ہے وہاں کے دروازے بھی اِسے بند ملتے ہیں اَب وہ دائیں بائیں راستہ تلاش کرتی ہے۔ اگر اُدھر بھی اُسے کوئی راستہ نہیں ملتا تو پھر جس پر لعنت کی گئی ہے اُس کے پاس جاتی ہے اگر وہ اس لعنت کا مستحق ہے تو خیر، ورنہ لعنت کرنے والے پر لوٹ آتی ہے"۔ (ابوداؤد)

ایسے ہی کسی کا مضحکہ اڑانا، فخر اور تکبر کی گفتگو کرنا وغیرہ ایسی ناپسندیدہ باتیں ہیں، جن کیلئے زبان ہی آلہ کار بنتی ہے۔ اِن سب کے بارے میں خدا اور رسول ﷺ نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے اور ہمیں ان سے بچنے کی حتی الامکان کوشش کرنی چاہیے۔

خاموشی کی فضیلت: زبان کے قابو میں نہ ہونے سے انسان طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اِسلئے نبی ﷺ نے زبان کی حفاظت کے حکم کے ساتھ خاموشی کی فضیلت بھی بیان کردی ہے۔ فرمایا:

"جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ اگر بولے تو منہ سے بھلی بات نکالے ورنہ خاموش ہی رہے"۔ (متفق علیہ)

آخری بات: آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کسی ایسے موقع پر بے مدد چھوڑے گا جس میں اُسکی عزت پر حملہ ہو اور اُسکی آبرو اُتاری جاتی ہو تو اللہ اسکو بھی ایسی جگہ اپنی مدد سے محروم رکھے گا جہاں وہ اللہ کی مدد کا خواہشمند ہوگا اور جو مسلمان کسی مسلمان بندے کی ایسے موقع پر مدد اور حمایت کرے گا جہاں اسکی عزت و آبرو پر حملہ ہو تو اللہ ایسے موقع پر اُسکی مدد فرمائے گا جہاں وہ اُسکی مدد کا خواہشمند ہوگا"۔ (ابوداؤد)

"جو شخص دوزخ سے دور رہنا اور جنت میں داخل ہونا چاہے اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہوئے مرے، اور لوگوں سے ویسا ہی برتاؤ اور سلوک کرے جیسا سلوک اپنے ساتھ پسند کرتا ہو"۔ (مسلم)

دوسروں کی عیب گوئی کا مشغلہ وہی اپنا سکتا ہے جو خود اپنے انجام سے بے خبر اور غافل ہو۔

ان میں سے اکثر باتیں پہلے سے جاننے کے باوجود عمل میں کوتاہی ہو جاتی ہے۔ اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارے دلوں میں اپنی اخروی زندگی کو دائمی امن وسکون اور راحت و آرام کی زندگی بنانے کا جذبہ بہت کمزور ہے اور اسی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ہماری زبان ہمیں ہرا دینے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔

لہٰذا زبان پر قابو حاصل کرنے کا ایک ذریعہ یہ ہے کہ یہی نہیں کہ موت کے بعد کی زندگی اور بہشت و دوزخ کے حق ہونے میں کوئی شک نہ رہے بلکہ یہ بھی ہے کہ بہشت اور دوزخ کا خیال دِلوں میں رَچ بس جائے، ذہن اور دِل میں اِن کا اکثر خیال رہے اور تصور کی آنکھ انہیں وضاحت سے دیکھا کرے۔ قرآن پاک اور کتبِ احادیث میں بہشت اور دوزخ کی اتنی تفصیلات بیان ہوئی ہیں کہ اگر انسان اِن آیات اور اَحادیث کو بار بار پڑھتا رہے تو بہشت اور دوزخ اپنی تفصیلات کے ساتھ ذِہن کی آنکھوں کے سامنے واضح ہو جاتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ جن باتوں پر اِنسان اَکثر غور کرتا رہے وہ آہستہ آہستہ دِل میں نقش ہوتی جاتی ہیں۔ لہٰذا اَگر ہم اِس بات کو معمول بنالیں کہ روزانہ اَپنی مصروفیات میں سے چند منٹ نکال کر ایک طرف ہو کر بیٹھ جایا کریں اور ان حقائق پر غور کیا کریں کہ زندگی کس برق رفتاری سے گزرتی جارہی ہے اور عنقریب وہ لمحہ آنے والا ہے جب عزیز اَپنی ساری محبت اور شفقت کے باوجود ہمیں سفید کفن میں لپیٹ کر منوں مٹی کے نیچے دبا آئیں گے، پھر مدتوں اِسی قبر میں رہنا ہوگا جو نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق:

"جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوگا یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا"۔ (ترمذی)

اِس کے بعد پھر حشر کے میدان سے واسطہ پیش آئے گا اور اعمال نامے ہاتھوں میں دے دیئے جائیں گے۔ اَب خدا معلوم اِن میں کیا لکھا ہوگا۔ غیبت، چغلی، جھوٹ، بہتان طرازی، بدزبانی، دھوکہ، فریب، بدعملی، بددیانتی، دین سے غفلت اور خدا اور خدا کے رسول ﷺ کی نافرمانی...... یا سچائی، حبِ دین، نیک چلنی، حفظِ لسان، فرض شناسی، تقویٰ، خدمتِ اِسلام اور خدا اور خدا کے رسول ﷺ کی محبت؟...... پھر حساب کتاب ہوگا اور حساب کتاب کے بعد یا تو امن وسکون والی ایک باغ و بہار زندگی ہوگی "جس کی نعمتوں کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی دل میں ان کا خیال گزرا"۔ (متفق علیہ) یا پھر اِس ذِلت خیز، اَذیت ناک دوزخ سے واسطہ ہوگا جس میں ڈالے جانے والے کا یہ حال ہوگا کہ

"وہ وَہاں نہ تو مرے گا اور نہ جئے گا ہی"۔ (طٰہٰ ۲۰:۷۴)

اگر روزانہ اِن حقائق کو اَپنے تصور کی آنکھ کے سامنے لا کر کچھ دیر ان کا مشاہدہ کر لیا جائے تو اُمید ہے کہ ان شاء اللہ یہ وظیفہ عقیدہ آخرت کو اتنا مضبوط کر دے گا کہ اِس سے نہ صرف زبان پر قابو حاصل کرنا آسان ہو جائے گا بلکہ اور بھی بہت سی آزمائشوں کا مقابلہ کرنے کے لیے قابل قدر مدد ملے گی۔

پہلے درجہ میں زبان کے گناہوں سے حفاظت کی جائے۔ پھر اللہ کی توفیق سے اِنسان علم دین سیکھ کر اس نعمت کو قرآن مجید کی تلاوت وترجمہ اور اِس کے مفاہیم کو پھیلانے میں استعمال کرے۔ ذکر الٰہی سے زبان کو ہروقت تر رکھنے کی کوشش کرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

ہدیہ 4 روپے
www.ircpk.com